Folder Current Raahil Doing\Urdu\Hom FMFLAT-jadu01

جادو، جنات اور ذہنی امراض

بھوت بنگلے کا قیدی

شہزاد طارق نے اپنی آپ بیتی سناتے ہوئے کہا کہ وہ اپنے پونے پانچ سالہ تجربے اور مشاہدے کے بعد یہ بات پورے یقین کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ مردہ انسانوں کی روحوں پر مشتمل ایک مکمل تنظیم ہے جو دُنیا بھر میں کام کررہی ہے، اس تنظیم کا تعلق براہ راست اس عظیم شیطانی قوت سے ہے جو دُنیا بھر میں صرف اپنے قوانین نافذ کرنا اور مکمل راج کرنا چاہتی ہے، یہ عظیم تنظیم جابجا انسانوں کو مار مار کر مسلسل اپنے ارکان میں اضافہ کررہی ہے، ان کا شکار جاگیردار، سیاستدان، بیوروکریٹس اور بڑے بڑے دولت مند افراد ہوتے ہیں جنہیں غیر محسوس انداز سے ختم کردیا جاتا ہے اور اس تنظیم میں شامل روحیں ان کے جسموں پر قبضہ کرلیتی ہیں۔ ایک خاندان کے ایک فرد کے جسم پر قبضے کے بعد خاندان کے دیگر افراد کو بھی ختم کرکے اُن کے جسموں پر قبضہ کرایا جاتا ہے اور انہیں اپنا رکن بنالیا جاتا ہے اور مردہ انسانوں کی روحوں پر مبنی اس تنظیم کی روحیں ایک ایک کرکے ہمارے معاشرے میں آباد شخصیات کے جسموں پر قبضہ کررہی ہیں۔ جبکہ کسی کو بھی ان چلتے پھرتے بھوتوں پر شک تک نہیں ہوتا، ہمارے معاشرے میں ایسے بے شمار سیاستدان، بیوروکریٹ، ڈاکٹر، انجینئر اور دیگر مختلف شعبوں میں کام کرنے والی شخصیات موجود ہیں جو یقیناً مرچکی ہیں مگر بدروحیں ان پر قابض ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میں اپنی رہائش گاہ 1992ء سے استعمال کررہا ہوں۔ 1994ء سے مجھے محسوس ہونا شروع ہوا کہ اس بنگلے میں میرے سوا کوئی اور بھی موجود ہے، مگر مجھے نظر نہیں آتا تھا۔ پھر رفتہ رفتہ مجھے کچھ سائے اور مختلف قسم کی آوازیں آنا شروع ہوگئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے میرا پورا گھر چمگادڑوں، چوہوں، سینکڑوں قسم کے مختلف عجیب وغریب پرندوں، کیڑے مکوڑوں اور انسانی ہیولوں سے بھر گیا۔ اس دوران میں نے کلام پاک میں موجود مختلف آیات کا ورد جاری رکھا، پنج وقت نماز کا میں پہلے ہی پابند تھا، شاید یہی وجہ ہے کہ یہ بدروحیں مجھے مار کر میرے جسم پر قبضہ نہ کرسکیں مگر مجھ پر کنٹرول حاصل کرنے میں کسی حد تک ضرور کامیاب ہوگئیں۔ مجھے اذیت دینے کہ وہ طریقے اپنائے گئے جس سے میری روح تک لہولہان ہوگئی۔ مختلف بھیانک آوازوں کا ایسا سلسلہ شروع ہوجاتا جو مجھے کئی روز سونے نہ دیتا، کوئی نادیدہ قوت میرے جسم کو جکڑ

لیتی، بھاگتا تو بھاگ نہیں پاتا، میرا کمرہ اس قدر ریخ بستہ ہوجاتا کہ مجھے اپنی رگوں میں خون جمتا ہوا محسوس ہوتا۔ دن میں کئی بار ایسا بھی ہوتا کہ مجھے جیتے جاگتے انسان اپنے گھر میں چلتے پھرتے نظر آتے، وہ مجھے غلیظ گالیاں دیتے اور کہتے کہ بس چند روز ہی میں تم ہماری تنظیم کے رکن بننے والے ہو۔ شیطان کی پجاری یہ تنظیم جسے مردہ لوگوں کی جماعت (ڈیڈ مین آرگنائزیشن) کہا جاسکتا ہے زیادہ تر جوان روحوں پر مشتمل ہے اور ہر وقت پوری دُنیا میں جلد سے جلد صرف اپنا نظام لاگو کرنے کی فکر میں رہتی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ کانوں کے ذریعے میرے پیٹ میں ایک ٹیوب اُتار دی گئی ہے جو باریک تاروں پر مشتمل ہے، اس ٹیوب کی وجہ سے میں ہر وقت بے چین رہتا ہوں، اور اپنی جیب میں رکھی قینچی نکال کر بار بار اس ٹیوب کو کاٹنے اور اسے باہر کھینچنے کی کوشش کرتا ہوں، میرے پورے گھر میں چھپکلیاں، سانپ، چمگادڑ اور دیگر اشکال کے پرندے اُڑتے پھرتے ہیں وہ ہوا میں ایسا دباؤ پیدا کرتے ہیں جس سے میرا دم گھٹنے لگتا ہے، چہرے پر ورم آجاتا ہے اور مجھے سانس لینے میں سخت دشواری محسوس ہوتی ہے۔

سیّد شہزاد طارق نے مزید کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ میری زندگی کا کب خاتمہ ہوجائے اور میرا جسم بھی ان مردود روحوں کے قبضے میں چلا جائے۔ مجھے یہ بھی نہیں معلوم کہ اس داستان کو سُنانے کے بعد اور ان کا راز فاش کرنے کے بعد میرا کیا حشر کیا جائے گا، مجھے مار دیا جائے گا یا وہی رحمانی قوتیں مجھے بچالیں گی۔ میری داستان پڑھنے والے میرے حق میں دعا کریں۔ اگر کوئی شخصیت ان شیطانی قوتوں کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرکے انہیں شکست دینے کی قوت رکھتی ہو تو وہ مجھ سے ضرور رابطہ کرے، لیکن یہ واضح رہے کہ اس عظیم شیطانی قوت کو شکست دینے کیلئے غیر معمولی ایمانی قوت کی ضرورت ہے۔

(یہ مضمون سیّد شاہد حسین نے ۲۹ اگست ۱۹۹۹ء کو قومی اخبار میں شائع کیا)۔

جن انسانی ذہن پر قبضہ نہیں کرسکتے:۔

سید شہزاد طارق کی داستان پر تبصرہ کرتے ہوئے معروف ماہر نفسیات ڈاکٹر سید مبین اختر نے کہا کہ قرآن شریف میں جنات اور شیاطین کا ذکر موجود ہے مگر بحیثیت ایک ماہر نفسیات کے وہ یہی کہیں گے کہ نفسیات کی دُنیا میں اب تک ایسے شواہد حاصل نہیں کئے گئے جس کی بنیاد پر یہ کہا جاسکے

کہ جنات اور شیاطین انسانی ذہن پر قبضہ کرسکیں، انہوں نے کہا کہ یہ ذہنی بیماری ہے جسے مالیخولیا(Schizophrenia) کہا جاتا ہے اور جس کا علاج صرف ماہر نفسیات ہی کرسکتا ہے، انہوں نے کہا کہ اس بیماری میں مریض کو بعض اوقات بالکل شہزاد طارق صاحب جیسی صورت حال کا سامنا ہوتا ہے اور جو کچھ انہیں نظر آتا ہے وہ پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ دوسروں کو بتاتے ہیں۔

شہزاد طارق کی کیفیت معلوم ہونے کے بعد انہیں کراچی نفسیاتی ہسپتال آنے کی دعوت دی۔

فون پر شہزاد طارق سے رابطہ کیا مگر وہاں فون اُٹھانا ہی سب سے بڑا مسئلہ بنا رہا۔ چوکیدار نے بتایا کہ شہزاد طارق کسی 'بابا' کے پاس تعویز لینے گئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ صاحب کے پاس روز لوگ آتے ہیں، کوئی پڑھا پانی دے جاتا ہے اور کوئی نمک پر پھونکیں مار کر ہمارے صاحب کو کھلاتا ہے۔

ہم نے شہزاد طارق کو یہ بتایا کہ کراچی نفسیاتی ہسپتال ان کا علاج کرنا چاہتا ہے 'بھوت بنگلے کا قیدی' والے مضمون میں ڈاکٹر مبین اختر صاحب کے خیالات چھپے تھے۔ شہزاد طارق نے خواہش کا اظہار کیا کہ وہ خود ڈاکٹر صاحب سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ شہزاد طارق نے ڈاکٹر مبین اختر صاحب سے بات کی اور وہ کراچی نفسیاتی ہسپتال جانے کیلئے تیار ہوگئے، یوں شہزاد طارق کراچی نفسیاتی ہسپتال پہنچ گئے۔

انہیں فوراً ہسپتال میں داخل ہونے کے بارے میں کہا تو وہ نہیں مانے۔ لہٰذا انہیں دوا دے کر اور ٹیکہ (انجیکشن) لگا کر گھر بھیج دیا گیا۔

دوسری بار شہزاد طارق جب ہسپتال پہنچے تو ان میں حیران کن تبدیلی نظر آرہی تھی۔ علاج شروع ہونے سے قبل وہ اپنا جملہ 'میرے اندر جدید لیزر ٹیکنالوجی کا سسٹم ہے جو ان بلاؤں نے پرندوں کے ذریعے میرے اندر داخل کردیا ہے'، سے شروع کرتے اور جیب سے ایک چمٹی نکال کر کان سے تاریں کھینچنے کی کوشش کرتے لیکن جب وہ دوسری بار ہسپتال آئے تو انہوں نے 'سسٹم' والا جملہ صرف ایک آدھ بار دُہرایا جبکہ چمٹی وہ اپنے گھر ہی چھوڑ آئے تھے۔

شہزاد طارق کا کراچی نفسیاتی ہسپتال میں علاج ہوا اور پھر وہ مکمل نارمل شخص کی طرح اپنے معمولات زندگی انجام دینے لگے۔ وہ اس حد تک ٹھیک ہوگئے کہ انہوں نے شادی کرلی اور خوش و خرم زندگی گزارنے لگے۔

مالیخولیا کے شکار مریضوں کو بعض اوقات مسلسل دوائیں لینی ہوتی ہیں اور طبعیت کی معمولی سی

تبدیلی پر ذہنی امراض کے ماہر ڈاکٹر سے رجوع کرنا ہوتا ہے جو وہ نہ کر سکے اور دوبارہ ان پر مرض کا حملہ ہو گیا۔ حالت اس قدر بگڑی کہ ان کی بیوی انہیں چھوڑ کر چلی گئی اور پھر تنہا ہو گئے۔ ایک تو بیماری اوپر سے تنہائی سے ذہنی حالت میں مزید خرابی پیدا ہوئی اور انہوں نے اپنے گھر کو آگ لگا دی۔

یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی۔ جب شہزاد طارق سے اس سلسلے میں بات کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ بدروحوں نے ان کا گھر جلایا ہے۔ گھر میں ان کا سامان اور گاڑی وغیرہ بھی جل گئی، گھر میں آگ لگی رہی اور باہر کھڑے دیکھتے رہے۔ خود آگ لگا کر یہ سمجھتے رہے کہ یہ کام بدروحوں اور اسی مخلوق کا ہے جس نے ان کے گھر اور ان کے جسم پر قبضہ کر لیا ہے۔

مالخولیا کے مرض میں یہ سب ممکن ہے۔ جو کچھ ان لوگوں کو نظر آتا ہے وہ پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ لوگوں کو بتاتے ہیں۔ جیسے کہ شہزاد طارق کا خیال ہے، بلکہ یقین ہے کہ بدروحوں نے ان کے اندر لیزر ٹیکنالوجی کا ایک سسٹم قائم کر دیا ہے اور اندر سے ان کا جسم تاروں سے جکڑ دیا ہے اور اب اپنے گھر کو خود اپنے ہاتھوں آگ لگا کر بھی یہ ہی سمجھ رہے ہیں کہ ان کا گھر بدروحوں اور بھوتوں نے جلایا ہے۔

یہ مرض جب حملہ کرتا ہے تو دماغ میں موجود کیمیائی اجزاء میں گڑ بڑ ہو جاتی ہے، کسی میں اضافہ ہو جاتا ہے اور کسی میں کمی۔ جب مریض ٹھیک ہو جاتا ہے تو یہ اجزاء دوبارہ اپنی مناسب ترتیب پر واپس آ جاتے ہیں۔

شہزاد طارق کو ان کے لواحقین دوبارہ ہسپتال لے کر آئے اور ان کا علاج کیا گیا، اس کے بعد یہ پھر خوش و خرم زندگی بسر کرنے کے قابل ہو گئے۔

یہ صرف ایک فرد کی کہانی نہیں ہے بلکہ معاشرے میں ہزاروں ایسے افراد ہیں جو ذہنی و نفسیاتی مرض کا شکار ہو کر اذیت ناک زندگی بسر کر رہے ہیں۔ یہ مریض زیادہ تر اکیلے رہ جاتے ہیں اور ان کا کوئی پُرسان حال نہیں ہوتا۔ یہ خود کو مارنے، دوسروں کو قتل کرنے اور اپنے گھر کو یا کسی کو بھی آگ لگانے سے گریز نہیں کرتے۔

ذہنی امراض کے نجی اداروں کو حکومت کی طرف سے یہ اجازت نہیں ہوتی کہ وہ ان بے سہارا ذہنی مریضوں کو اپنے ہسپتال میں داخل کر کے علاج کریں۔

ذہنی و نفسیاتی مریضوں کو قانونی طور پر تحفظ حاصل ہونا چاہیے کیونکہ یہ لوگ خود دوا نہیں لیتے نہ ہی ہسپتال آ سکتے ہیں۔ اہلِ خانہ بھی چھوڑ جاتے ہیں۔ سب سے تعلقات خراب کر چکے ہوتے ہیں

لہٰذا حکومت کی طرف سے بھی انہیں تنہا چھوڑ دینا انسانیت کیلئے بڑا خطرہ ہے۔

توہمات

ہم ایسے معاشرے کے فرد ہیں جس میں سماجی روابط بہت مضبوط اور مذہبی عقائد بہت پختہ ہیں۔ ہم باوجود مسلمان ہونے کے توہم پرستی کا بھی شکار ہیں۔ توہم پرستی کا یہ عنصر عقائد میں اچانک شامل نہیں ہوا بلکہ اس کے پیچھے بہت بڑا تاریخی پس منظر ہے۔ توہم پرستی نے ہماری زندگی کے بہت سے معاملات خراب کر دیے ہیں۔ امتحان میں کامیابی مقصود ہو یا کسی کاروبار کا آغاز ہو، کسی شخص سے ملاقات کا پروگرام ہو یا کوئی اور بات، ان تمام کاموں کے آغاز سے قبل ہندوؤں کی طرح باقاعدہ دن تاریخ اور وقت کا خیال رکھا جاتا ہے۔ کالی بلی اگر سامنے سے گزر جائے تو سفر کے دوران حادثے سے دوچار ہونا یقینی امر سمجھا جاتا ہے۔

اسی طرح ہمارے معاشرے میں صرف ذہنی مرض ہی نہیں، بلکہ دوسرے امراض لاحق ہونے کی صورت میں بھی کم وبیش اس قسم کی آراء کا اظہار کیا جاتا ہے۔ کوئی معصوم بچہ سوکھے پن کے مرض میں مبتلا ہو جائے، یا کوئی عورت بدقسمتی سے بانجھ ہونے کی وجہ سے بچوں کو جنم نہ دے سکے، یا پھر کوئی مرد یا خاتون کسی مہلک مرض کا شکار ہو کر اپنے جسم کی توانائی کھو بیٹھے تو فوراً گمان غالب آئے گا کہ ان پر یا تو کسی نے سفلی عمل کیا ہے یا پھر کسی اور ماورائی قوت کی وجہ سے یہ کیفیت پیدا ہوئی ہے۔

ویسے تو یہ خیالات ذہن میں پہلے سے موجود ہوتے ہیں، مگر لوگ جب کسی نام نہاد عامل یا پیر فقیر سے رجوع کرتے ہیں، تو وہ ان خیالات کو مزید پختہ بنا دیتے ہیں، اور اس پر ستم ظریفی یہ ہوتی ہے کہ کسی قریبی عزیز کو بھی اس میں ملوث کر دیا جاتا ہے۔ عام طور پر جو رشتہ دار اس کی بھینٹ چڑھتے ہیں، ان میں ساس، بھابھی، چچی، پھوپھی اور پڑوسی شامل ہوتے ہیں۔ ان نام نہاد پیروں، فقیروں کی زبان سے رشتہ داروں کے خلاف نکلے ہوئے یہ الفاظ جلتی پر تیل کا کام کرتے ہیں، کیونکہ پہلے سے ہی ہمارے ذہنوں میں ان رشتہ داروں کے بارے میں ملے جلے جذبات موجود ہوتے ہیں۔ مگر اس کے بعد محبت نفرت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ آپس میں جھگڑوں اور عداوتوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ہنستے بستے گھر ویران ہونے لگتے ہیں، مضبوط رشتے کچے دھاگوں کی طرح ٹوٹنے لگتے ہیں اور بعض اوقات نوبت طلاق تک آ جاتی ہے۔ پُرسکون ماحول بےسکونی میں بدل جاتا ہے اور یوں پورے گھر کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔

کہنے کو تو یہ روحانی عمل تھا۔ پیر فقیر یا عامل کی کرامت تھی کہ جس نے چند لمحوں میں ہی غیب کا حال جان لیا اور باقاعدہ جادو یا سفلی عمل کرنے والوں کا نام بھی بتادیا۔ مگر اس کے عمل سے کیا قیامت برپا ہوئی اس کا اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں۔ چونکہ یہ فرسودہ عقائد اس قدر مضبوط ہیں کہ اس سے ہٹ کر بات کرنے والے کو یہ کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے کہ کیا آپ مسلمان نہیں ہیں؟ اور کیا آپ کا قرآن پر ایمان نہیں ہے؟ خود ہمارے نبی ﷺ پر جادو ہوا تھا آپ کیسے اس حقیقت سے انکار کرسکتے ہیں اور کیا قرآن میں جنات کے وجود کا ذکر نہیں ہے؟

اگر حقائق کو سمجھنے کی کوشش کی جائے اور بحیثیت مسلمان قرآن اور حدیث کے حوالوں سے بات کی جائے تو بات بالکل صاف اور واضح ہوجاتی ہے۔ کیونکہ قرآن و حدیث کا منکر کسی طرح سے بھی مسلمان کہلوانے کا حقدار نہیں ہے مگر قرآن کے پیغامات کو سمجھے بغیر فہمیوں میں مبتلا ہونا بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں۔

آیئے نبی کریم ﷺ پر ہونے والے جادو اور قرآن کے حوالے سے جادو، جنات کے وجود اور اس سے پیدا ہونے والی صورتحال کا صحیح جائزہ لیتے ہیں۔

قرآن میں حضرت موسیٰ اور جادوگروں کے مقابلے کا ذکر کچھ یوں ہے۔

''موسیٰ بھی خوفزدہ ہوگئے، اللہ نے فرمایا ڈرو نہیں، تم ہی غالب آؤ گے۔ جو تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے اسے ڈال دو، جو کچھ انہوں نے بنایا ہے یہ اسے نگل جائے گا، کیونکہ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے وہ سحر ہے اور سحر کرنے والا کبھی فلاح پا نہیں سکتا۔ ان کا تصور تھا کہ رسیاں دوڑ رہی ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں تھا، جادو کے زور سے یہ تصور باندھا کہ گویا یا رسیاں دوڑ رہی ہیں''۔ (آیات نمبر۔ 66،67 سورۃ طٰہٰ)

ان آیات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جادو میں کسی چیز کی ہیئت نہیں بدلتی، تو پھر انسان کی ہیئت کیسے بدل سکتی ہے۔

نبی ﷺ پر جادو:۔

جہاں تک نبی ﷺ پر جادو ہونے کا ذکر ہے تو اس پر سب ہی لوگوں کا اتفاق ہے۔ مگر اس حقیقت پر ایمان لانے کے ساتھ ہی چند مزید سوالات ذہن میں جنم لیتے ہیں۔

1۔ جب نبی ﷺ پر جادو ہوا تو اس کے نبی ﷺ کی ذات پر کیا اثرات ہوئے اور آپ کی کیا

کیفیت ہوئی۔

2۔ جب آپ ﷺ اس جادو کے اثر سے بیمار ہوئے تو آپ ﷺ جادو کے بارے میں کیوں لاعلم رہے۔

3۔ اللہ کے نبی ﷺ پر جادو ہونے اور اس کے اثرات زائل ہونے کے بعد اور قرآنی آیات سورۃ معوذتین کے نزول کے بعد بھی کیا کسی جادو کے اثرات ہوئے اور اگر ہوئے تو کس صحابی پر ہوئے۔ اس کا کہیں کوئی ذکر موجود ہے؟

جوابات:

پہلے سوال کا جواب تلاش کرنا بڑا آسان ہے۔ جب نبی ﷺ پر جادو ہوا اور آپ بیمار ہوئے اور بہت نڈھال ہو گئے، آپ کی یادداشت متاثر ہوئی، اور آپ بھولی بسری باتیں کرنے لگے۔

اب اگر کسی شخص میں مندرجہ بالا علامات ظاہر ہوں تو ہوسکتا ہے کہ شاید مذکورہ شخص بھی جادو کے زیراثر ہو۔ مگر اگلا سوال ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ جو پوری کائنات کے امام اور اللہ کے سب سے برگزیدہ بندے تھے، وہ اس جادو کے اثرات سے کیوں لاعلم رہے، کیوں کہ اللہ نے ہی بذریعہ وحی آپ کو یہ بتایا کہ فلاں یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور پھر باقاعدہ اس کنوئیں کی صفائی کروائی گئی جس کو جادو کے لئے استعمال کیا گیا تھا۔ ہمارے یہاں تو بڑی عجیب صورتحال ہے۔ ہر وہ آدمی جو اپنے آپ کو عامل اور جادو کے اُتارنے میں مہارت کا حامل سمجھتا ہے، ایک لمحہ میں تمام حالات آشکار کردیتا ہے۔ آخر اس کے پاس ایسی کونسی قوت ہے جس کی مدد سے وہ غیب کا حال جان لیتا ہے، اور باقاعدہ ہونے والے عمل اور کرنے والے کیا نام تک بتادیتا ہے۔ یعنی وہ نعوذ باللہ دوسرے لفظوں میں اللہ کے رسول ﷺ سے بڑھ کر علم کا مالک ہوا۔

پھر تیسری بات یہ ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ پر جادو کے توڑ میں قرآنی آیات نازل ہوئیں، یعنی سورۃ معوذتین، اس کے بعد کسی حدیث میں کسی صحابی پر جادو کا ذکر نہیں ملتا۔ پھر ہم مسلمان کیوں اس غلط فہمی میں آتے ہیں جبکہ الحمد اللہ سب کے گھروں میں اللہ کی پاک کتاب موجود ہے اور باقاعدہ اس کی تلاوت بھی ہوتی ہے۔ پھر ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ قرآن کا ایک ایک لفظ مومن کے لئے شفا ہے تو پھر جادو کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے۔

جنات

قرآن میں جنات کا ذکر موجود ہے۔ بلکہ حضرت سلیمان کے بارے میں تو یہ بھی ذکر ہے کہ آپ کی رعایا میں جنات بھی شامل تھے، باقاعدہ کام بھی کرتے تھے۔ مگر خاص بات تو یہ ہے کہ قرآن کی کسی آیت میں یہ ذکر نہیں ہے کہ جنات انسانوں کے اندر داخل ہو جاتے ہیں اور ان پر غالب آ کر کیفیت بدل دیتے ہیں۔ ایسا کوئی ذکر نہ قرآن میں ملتا ہے اور نہ حدیث میں۔ ایک مختلف واقعہ حدیث میں یوں ملتا ہے: ایک مرتبہ ایک شخص میدان جنگ سے واپسی پر اجازت لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر جلدی گھر پہنچ گیا۔ سامنے اپنی بیوی کو دروازے پر کھڑے پا کر ناراضگی کا اظہار کیا۔ بیوی نے جواب دیا مجھ پر ناراض ہونے سے پہلے اندر جا کر دیکھیں۔ وہ شخص اندر گیا تو چار پائی پر سیاہ ناگ کو کھڑا پایا۔ غصہ میں آ کر اسے پے در پے وار کر کے مار دیا۔ اس کے بعد وہ دونوں موقع پر ہی بے جان ہو گئے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے بعد میں فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص یہ چیز دیکھے تو مارنے سے پہلے تین بار یہ دہرائے کہ تو اگر سانپ کے علاوہ کوئی اور چیز ہے تو چلی جا، ورنہ مار دے۔ مندرجہ بالا واقعہ سے بھی کوئی اور اشارہ واضح طور پر نہیں ملتا۔ آپ ضرور میری اس رائے سے اتفاق کریں گے کہ مسلمان کے نزدیک سچائی کو پرکھنے کی سب سے بڑی کسوٹی قرآن اور حدیث ہے۔ اب اس کے پیغامات کو سمجھنے کے باوجود بھی ہم فروعات کا شکار ہوں تو پھر اسے قسمت کی بدنصیبی کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ پھر ہم جو بھی عمل کریں گے اس کے نتائج کے ذمہ دار بھی ہم خود ہی ہوں گے۔

امراض

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کے رویئے اور کیفیت میں تبدیلی کی صورت میں کیا کیا جائے۔ انسان جب کسی بیماری میں مبتلا ہو تو اس کا جائزہ لینا اور علاج تجویز کرنا ماہرین کی ذمہ داری ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ جدید اور ترقی یافتہ دور میں کسی بھی طرح ممکن نہیں ہے کہ ایک ماہر ہر قسم کی بیماری کا علاج کر سکے۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو کامیابی کے امکانات کم ہوں گے اور فائدہ نہ ہونے کی صورت میں لوگ پھر ان ہی اُلجھنوں کا شکار ہوں گے جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے۔ طب سے متعلق تعلیمات عام کرنے کی ضرورت ہے تا کہ لوگ علامات کے ظاہر ہوتے ہی متعلقہ ماہرین سے رجوع کریں۔ لوگوں کو بھی یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ انسانی جسم کا

ہر عضو بیمار ہوسکتا ہے۔ خواہ وہ آنکھ ہو یا کان، ناک ہو یا حلق، دل ہو یا جگر، پھیپھڑے ہوں یا گردے، ذیابیطس ہو یا فشار خون، ہڈیوں کے امراض ہوں یا خون کی بیماریاں ۔ جب یہ سب اعضاء بیمار ہوسکتے ہیں تو پھر دماغ کیوں نہیں متاثر ہوسکتا، جب کہ یہ انسانی جسم کا سب سے فعال حصہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے بیمار ہونے کے امکانات بھی اسی قدر زیادہ ہیں۔

علاج بیماری کی نوعیت پر منحصر ہوتا ہے۔ ہم اگر کسی بڑے ہسپتال کا رخ کریں تو ہزاروں افراد مختلف قسم کی بیماریوں میں مبتلا نظر آئیں گے اور ہر بیمار اپنی بیماری کی نوعیت کے اعتبار سے معالج کا انتظار کرتا ہوا ملے گا۔ اگر کسی کی آنکھ خراب ہے تو شعبہ امراض چشم میں ملے گا۔ اسی طرح ناک کان، والے ان ہی امراض کے ماہرین سے مصروف علاج ہونگے ۔ غرض کہ جیسی بیماری ویسا علاج اور ویسے ہی ماہرین۔ آخر یہ لوگ کیوں اور کیسے متعلقہ ماہرین تک پہنچ گئے ۔ اس کا بڑا آسان اور سادہ سا جواب ہے۔ دراصل یہ وہ لوگ ہیں کہ جو اپنی بیماری کی نوعیت کو جان گئے ہیں اور انہوں نے یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ لی ہے کہ، ان کا علاج بھی اسی طریقہ کار پر عمل کرنے سے ممکن ہے۔ اگر انہیں بھی اپنی بیماری کا ادراک نہ ہوتا تو یہ لوگ بھی ہسپتالوں کے بجائے درگاہوں، اور مختلف عاملوں اور پیروں فقیروں کے گرد چکر کاٹ رہے ہوتے۔

ذہنی امراض میں مبتلا افراد کی بدقسمتی ہے کہ وہ اس کی نوعیت سے ناواقف ہیں اور اگر کچھ لوگ تھوڑی بہت واقفیت رکھتے بھی ہیں تو اس کے باوجود بھی وہ ضعیف الاعتقادی کی وجہ سے نام نہاد عاملوں کے چنگل میں پھنس کر اپنا وقت اور پیسہ برباد کر رہے ہیں اور مرض جتنا پرانا ہوتا جاتا ہے اتنا ہی اس کے ٹھیک ہونے کے امکانات معدوم ہوتے چلے جاتے ہیں۔

شفایابی

ہمارا یہ پختہ ایمان ہے کہ اللہ کے سوا ہمارا کوئی معبود نہیں، اور وہی ہمیں ہر مصیبت، ہر دُکھ اور ہر بیماری سے نجات دلاتا ہے۔ لہٰذا اسی سے سب کچھ مانگنا بھی چاہیے اور اسی کے آگے ہاتھ پھیلا کر دُعا مانگنی چاہیے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ شعور بھی ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مکمل رہنمائی عطا کرنے کے ساتھ آزادی دے کر دُنیا میں بھیجا ہے اور اس نے مختلف انسانوں کو مختلف صلاحیتیں بخشی ہیں۔ آج دنیا کی رنگینی انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی صلاحیتوں کے مرہون منت ہے ۔ اندھیروں اور غاروں کے بجائے انسان آج جگمگاتی اور خوبصورت عمارتوں میں

رہائش پذیر ہے۔کئی دنوں کا سفر گھنٹوں میں ہو جاتا ہے۔ یہاں سمندر کے سینے چاک کر کے انسانوں کے لئے خزانے نکالے جات ہیں، ریگستانوں کو سرسبز کھیتوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ پھر زمانے کی تیز رفتار ترقی نے مختلف پیشوں کو جنم دیا، آپ کے گھر کا پنکھا خراب ہو یا استری تو آپ فوراً الیکٹریشن کی خدمات حاصل کرتے ہیں۔ کوئی عمارت تعمیر کرنا مقصود ہو تو مستری اور سول انجینئر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ غرض کہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور ادنیٰ سے ادنیٰ کام کروانے کے لئے اس کام کے ماہر اور تجربے کے حامل فرد کی طرف ہی جانا پڑتا ہے۔ پھر آپ دیکھتے ہیں کہ اگر کسی کی سائیکل بھی پنکچر ہو جائے تو وہ پنکچر کی دُکان تلاش کرتا ہے، وہاں کھڑے ہو کر کسی غیبی طاقت کا انتظار نہیں کرتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو رزق دینے کا وعدہ فرمایا ہے، اور اس کی مقدار بھی مقرر فرما دی ہے۔ مگر اس کے باوجود دن رات ہر انسان رزق حلال کی تلاش میں سرگرداں نظر آتا ہے۔ جب ہم یہ سب کام اپنی مرضی ومنشاء کے مطابق کرتے ہیں تو پھر علاج کو دوسروں کے رحم وکرم اور اناڑی لوگوں پر کیوں چھوڑا جائے؟ یقیناً ہمیں جدید ترین علاج سے استفادہ کرنا چاہیے اور پھر ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت مدد کی دُعا کرنی چاہیے، کیونکہ ہمارے نبی کریم ﷺ کا یہی طریقہ رہا ہے اور انہوں نے دُعا کے ساتھ ساتھ سند یافتہ طبیب سے علاج کروانے کی تاکید کی ہے۔

صلاحیتیں اور ذہنی امراض

ایک اور غلط فہمی جس کا ذکر کرنا ضروری ہے وہ عام لوگوں کا امراض میں مبتلا افراد کی صلاحیتوں سے متعلق نظریہ ہے۔ اکثر لوگ اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ ہمارا مریض اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔ اس کی یادداشت بہت اعلیٰ ہے۔ اس کے رویے اور کام کی سب تعریف کرتے ہیں۔ اس نے تو بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے ہیں یا فلاں شخص تو حافظ قرآن ہے۔ اور پھر اُسے کوئی پریشانی اور صدمہ بھی لاحق نہیں ہوا تو وہ بیمار کیوں ہوگا اب تو ہم سمجھا سمجھا کر تھک گئے ہیں پھر بھی وہ ہماری بات نہیں سنتا۔ دراصل یہ کیفیت بیماری سے پہلے کی ہوتی ہے اور اس پر دو رائے بھی نہیں ہو سکتیں۔ مگر یہ بات بھی دھیان سے سمجھنے کی ہے کہ دُنیا میں کوئی بھی انسان بیماریوں سے مُبرا نہیں ہے۔ خواہ نیک ہو یا ظالم، مسلمان ہو یا غیر مسلم، اعلیٰ تعلیم یافتہ یا ان پڑھ، بوڑھا، جوان ہو یا بچہ کسی کو بھی کسی بھی قسم کی بیماری سے واسطہ پڑ سکتا ہے۔ صدمے اور پریشانیاں زندگی کا حصہ ہیں۔ ہم روزمرہ

زندگی میں مسائل سے دوچار ہوتے ہیں۔ان کا حل تلاش کرتے ہیں اوراُس سے نجات حاصل کرتے ہیں۔مگر بیماری اور مسائل میں فرق ہے۔ بیماری تو دماغ میں کیمیائی تبدیلیاں واقع ہونے سے ہوتی ہیں۔اسی لیے ان کا علاج بھی ادویات سے ہوتا ہے۔ان امراض کا نام نفسیاتی امراض اس لیے رکھا گیا کہ اس میں انسانی رویے بدل جاتے ہیں اور یہ کسی معائنے یا ٹیسٹ کے ذریعے تشخیص نہیں ہوتی۔

کئی لوگ سمجھتے ہیں ان کے مریض کے یاداشت بالکل ٹھیک ہے اسی لیے اس کو بیمار کیسے مان لیا جائے۔یہ وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ نفسیاتی امراض میں یاداشت تھوڑی بہت متاثر ہوسکتی ہے مگر بالکل خراب نہیں ہوتی۔نفسیاتی امراض میں پورا دماغ کبھی متاثر نہیں ہوتا، کچھ حصہ متاثر ہوتا ہے۔بالکل ایسے ہی جیسے کسی شخص کی ایک ٹانگ ٹوٹ جاتے تو دوسری ٹانگ بالکل ٹھیک کام کرتی ہے یا اگر جسم کے کسی حصے پر چوٹ لگ جائے تو پورے جسم پر مرہم پٹی نہیں کرتے۔

اسلام میں جن کا تصور

جن اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے جو آگ سے بنی ہے۔قرآن کریم کی آیات میں بھی جنات کا ذکر ہوا ہے ان میں سے چند کا ترجمہ تحریر کیا جارہا ہے۔

''اے گروہ جن وانس اگر تم زمین اور آسمان کی سرحدوں سے نکل کر بھاگ سکتے ہو تو بھاگ کر دیکھو،نہیں بھاگ سکتے۔اس کیلئے بڑا زور چاہیے۔(الرحمٰن ۳۳)

''ہر چیز زمین پر فنا ہونے والی ہے اور صرف تیرے رب کی جلیل وکریم ذات رہنے والی ہے۔ پس اے جن وانس تم اپنے رب کے کن کن کمالات کو جھٹلاؤ گے۔''(الرحمٰن ۲۸۔۲٦)

''سلیمانؑ کیلئے جنوں،انسانوں اور پرندوں کے لشکر جمع کئے گئے ہیں اور وہ پورے ضبط سے رکھے جاتے تھے۔''(النمل ١٧)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔''(الذریت ٥٦)

''اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایات دے دیتے۔لیکن میری طرف سے یہ بات قرار پا چکی ہے کہ میں دوزخ کو جنوں اور انسانوں سے بھر دوں گا۔''(السجدہ ١٣)

''ذرا اس وقت کا تصور کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا تھا کہ زمین پر ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔''(البقرہ ۳۰)

آیات قرآنی سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی خلافت اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دی ہے اور انسان جنوں سے افضل ہیں اگرچہ بعض غیر معمولی طاقتیں جنوں کو بخشی گئی ہیں اسی طرح جیسے بعض طاقتیں حیوانات کو بھی انسان سے زیادہ ملی ہیں، لیکن یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ جانوروں اور جنوں کو انسان پر فضیلت حاصل ہے۔

قرآن میں بیسیوں مقامات پر یہ حقیقت بھی بیان کی گئی ہے کہ ابلیس نے تخلیق آدم پر عزم کر لیا تھا کہ وہ نوع انسانی کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا اور اسی وقت سے شیاطین انسان کو گمراہ کرنے کے درپے ہیں مگر وہ اس پر مسلط ہو کر زبردستی اس سے کوئی کام کرا لینے کی طاقت نہیں رکھتے بلکہ وہ اسکے دل میں وسوسے ڈالتے ہیں۔ (تفہیم القرآن ج۶ ص۱۱۱)

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اپنی کتاب رسائل (حصہ سوم) میں لکھتے ہیں کہ اوّل یہ کہ اولاد آدم کے سوا قرآن مجید کسی انسانی مخلوق کا قطعاً ذکر نہیں کرتا۔ اس کی رو سے کوئی انسان آدم سے پہلے موجود تھا اور نہ آدم کی اولاد کے ماسوائے دُنیا میں کبھی انسان پایا گیا ہے۔ یہ نوع آدمؑ اور ان کی بیوی ہی سے پیدا ہوئی ہے اور اس کی تخلیق مٹی سے کی گئی ہے۔

سوم یہ کہ نوع جن انسان کی تخلیق سے پہلے موجود تھی۔ اس نوع کے نمائندہ فرد کو نوع انسانی کے پہلے فرد کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اور اس نے انکار کیا تھا اس کا استدلال یہ تھا کہ میں اس سے افضل ہوں۔ کیونکہ میں آگ سے پیدا کیا گیا ہوں اور یہ مٹی سے بنایا گیا ہے۔ چہارم یہ کہ جن ایسی مخلوق ہے جو انسان کو دیکھ سکتی ہے مگر انسان اس کو نہیں دیکھ سکتا۔

پنجم یہ کہ مشرکین اپنی جہالت کی بناء پر اس مخلوق کو خدا کا شریک ٹھہراتے اور اس کی پناہ مانگا کرتے تھے۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ”ایک عورت اپنے بیٹے کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ جس پر جنوں کا اثر ہو گیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے بچے کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دُعا کی تو اس کے اندر سے جن نکل کر بھاگ گیا۔“

یہاں یہ بات ظاہر ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نے بچے کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور دُعا کی تو بچہ ٹھیک ہو گیا۔ اگر رسول اللہ ﷺ نے یہاں بچے پر جن کے اثر کے بارے میں کچھ بیان کیا ہوتا تو اس کا ذکر بھی آتا۔ بچے کے اندر سے جن نکل کر بھاگ گیا یہ رسول اللہ ﷺ کا قول نہیں بلکہ یہ ایک خیال بھی ہو سکتا ہے۔ صحیح بخاری میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے ”میں تیری

عزت کی ذریعے پناہ چاہتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جس کو فنا نہیں، جنات اور انسان سب فنا ہونے والے ہیں۔"

مولانا گوہر رحمٰن لکھتے ہیں" جنات میں جو مومن ہیں وہ طیب ہیں اور جو کافر ہین وہ خبیث و شریر ہیں۔ جس طرح انسانوں میں شریر سرکش لوگ دوسرے افراد کو ذہنی اور جسمانی اذیت پہنچاتے ہیں۔ جنات کا انسانی صحت پر اثر انداز ہونا کوئی خلاف اسلام وخلاف عقل چیز نہیں ہے۔ لیکن اس سلسلے میں زیادہ تر افواہیں اور توہمات ہی ہوتی ہیں۔ ضروری نہیں ہے کہ ہر آسیب زدہ اور مخبوط الحواس شخص کے جسم میں جن داخل ہوتے ہوں یہ تو صرف امکانی سبب ہے۔ جس میں عقلاً وشرعاً کوئی استفنا نہیں ہے۔

ان کا دماغ عجیب شکلیں دیکھنا اور انجانی آوازیں سننا شروع کر دیتا ہے۔ مریض بتاتا ہے کہ مجھے جن دکھائی دیتے ہیں بعض اوقات مریض جن کی باتوں کی تفصیل بتانے لگتے ہیں اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ مریض بیماری کی حالت میں آواز بدل کر باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اس قسم کے مریضوں میں ایک طرح کی ہیجانی تبدیلی بھی ہوتی ہے اور وہ عجیب الخلقت جانوروں کی شکلیں دیکھنے لگتے ہیں۔ انہیں مختلف جانوروں کی آوازیں بھی سنائی دے سکتی ہیں اور بعض اوقات یقین کے ساتھ عالم بیداری اور ہوش وحواس کے ساتھ انجانے قہقہے، چیخیں، اجنبی ڈراؤنی اور خوف ناک شکلیں بھی نظر آتی ہیں۔ یہ سب کچھ دماغی بیماری مالخولیا میں ہوتا ہے۔ اس بیماری کے شکار فرد کے سادہ لوح گھر والے اور عزیز واقارب اسے جن کا سایہ سمجھتے ہیں اور پھر مریض کو جعلی پیروں، فقیروں کے ہاں لے کر جاتے ہیں ان سب باتوں میں وقت ضائع ہوتا ہے۔ اور یہ ذہنی بیماری پختہ ہو جاتی ہے۔ مریض کی حالت خراب ہوتی چلی جاتی ہے اور اسے مزید دورے پڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ صرف اپنے وجود اور اپنے خیالات کا قیدی بن کر رہ جاتا ہے۔ اس کے بعد ایسا وقت بھی آتا ہے جب مریض کا خود اپنی ذات سے بھی تعلق ٹوٹنے لگتا ہے۔ اور اس کی حالت بے حد قابل رحم ہوتی ہے۔ ایسے مریض کو اپنی دُنیا میں لانا آسان نہیں رہتا۔ لیکن اگر ان مریضوں کے گھر والے صحیح نفسیاتی معالج کے پاس مریض کو لے جائیں اور معالج کی ہدایات کے مطابق مریض کا خیال رکھیں تو بہت سی قیمتی زندگیاں بے خبری کی زندگی نہ گزاریں۔

ہم نے گزشتہ 40 سال میں معمولی اور شدید ذہنی مریض اور اپنے اور دوسروں کیلئے خطرناک ہونے والے ایک لاکھ سے زائد ذہنی مریضوں کا علاج کیا اس دوران مختلف حقائق سننے کو ملے۔

ایک لڑکی کے علاج کے دوران لڑکی کے گھر والے کہہ رہے تھے کہ اس پر جن مسلط ہو گیا ہے اور ہماری لڑکی نے اس حقیقت کا خود انکشاف کیا ہے۔ لیکن لڑکی سے اس سلسلے میں بات کی تو وہ کہنے لگی ''اگر کوئی کسی کو مارے، ظلم کرے، تشدد سے کام لے تو کیا وہ کچھ نہیں کہا جائے گا جو مارنے والا سننا چاہتا ہے۔ میرے منہ میں گوبر والی جوتی دی گئی مجھے مارا گیا، ڈرایا گیا تو میں نے آخر وہی کہہ دیا جو سب سننا چاہتے تھے۔''

دراصل مریضوں کے گھر والے ہی غلط فہمیوں میں مبتلا ہو کر صحیح علاج نہیں کراتے۔ جبکہ نفسیاتی امراض کا جدید اور مفید علاج ممکن ہے۔ اگر مرض بہت زیادہ شدید ہو یا مریض کے تشدد سے اس کی اپنی یا گھر والوں کی جان کو خطرہ ہو یا مریض گھر میں توڑ پھوڑ کرتا ہو یا کسی نشے میں مبتلا ہو تو علاج کیلئے ہسپتال میں داخل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

عام طور پر مریضوں کا ادویات کے ذریعہ سے علاج کیا جاتا ہے۔ یہ ادویات انجکشن اور گولیوں کی شکل میں دی جاتی ہیں۔ یہ انتہائی موثر ہوتی ہیں۔ کچھ امراض میں ادویات کے ساتھ ساتھ مشین کے ذریعے سے بھی علاج ضروری ہوتا ہے۔ یہ علاج بے ہوش کر کے کیا جاتا ہے اور بغیر بے ہوش کئے بھی۔ یہ انتہائی موثر اور عموماً بے ضرر ہوتا ہے بالعموم دس مرتبہ یہ علاج کیا جاتا ہے۔ لیکن بعض کیفیات میں اس کی تعداد میں اضافہ یا کمی کرنی پڑتی ہے۔

ادویات اور مشینی علاج کے ساتھ ساتھ مریض کے مسائل کا جائزہ لینے اور ان کے حل کرنے میں مریض کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ ذہنی مریضوں اور ان کے عزیز و اقارب سے گفتگو کی جاتی ہے۔ ان کے مسائل کے حل میں ان کی خاطر خواہ رہنمائی کی جاتی ہے اور مریض کے ذہن پر پریشانیوں اور الجھنوں کا بوجھ نہیں رہتا۔

انسان اشرف المخلوقات ہے اور اللہ تعالیٰ خالق کائنات۔ جو سب سے قوی، سب سے عظیم اور واحد ہستی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی شہ رگ سے قریب ہے۔ ایسے میں کسی ذہنی یا ہوائی اثر مخلوق سے خوف زدہ ہو جانا انسان کو زیب نہیں دیتا۔

بہر حال ہم 1956ء سے مریضوں کا علاج کر رہے تھے اور 1963ء سے صرف ذہنی مریضوں کا علاج کر رہے ہیں۔ مگر میری نظر سے ایک بھی ایسا مریض نہیں گزرا جس کے بارے میں کوئی معمولی سے بھی شواہد ملے ہوں کہ وہ جنوں کے اثر میں ہے۔ بلکہ اس کے برعکس تمام وہ مریض جو محسوس کرتے تھے کہ ان پر جن یا کوئی اور اوپری اثر ہے وہ سب کے سب ادویات اور دیگر

جدید علاج کے ذریعے بہتر ہوئے ہیں۔

ایک مریضہ جس پر جن آجاتا تھا

''کئی سال ہوگئے ہیں مجھے ٹھیک سے یاد نہیں کہ انہوں نے مجھے کب سے حکم دینا شروع کیا لیکن یہ بات ہے بالکل صحیح کہ میرے اوپر جن آجاتا ہے۔''

ڈاکٹر صاحب یوں سمجھیئے کہ وہ میرے سر پر سوار ہے ابھی بھی میں اکیلی تو نہیں آئی یہاں بھی دو جن مجھے لے کر آئے ہیں۔''

رفعت اچھی خاصی معمر خاتون تھیں۔ اس عمر میں تو خواتین بہت شفقت اور محبت سے اپنے بچوں کے بچوں میں وقت گزارتے ہوئے بڑی خوشی محسوس کرتی ہیں۔ لیکن یہ ذہنی مریضہ ہوگئیں اور انہیں اپنے اردگرد کا ہوش نہیں رہا۔ کسی کو پتہ نہیں تھا بلکہ خود یہ بھی نہیں جانتیں کہ انہیں ہوا کیا ہے۔ اس لئے صحیح علاج بھی نہیں کروایا۔ وقت گزرتا گیا اور جن کا یقین پختہ ہوتا گیا۔

جب یہ ہسپتال آئیں تو ان کی بیماری کی تفصیلات معلوم کی گئیں ہیں جس سے یہ حقائق سامنے آئے۔

1993ء سے جادو ٹونے کا شک کرنے لگیں عاملوں کے پاس جانے لگیں اس کے بعد نہانا زیادہ ہوگیا باتھ روم بار بار جانے لگیں۔ سوتیلے بہن بھائیوں اور رشتہ داروں پر شک کرنے لگیں کہ یہ لوگ مجھ پر اور میرے بچوں پر جادو کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے بتایا کہ دو جن مستقبل نظر آتے ہیں ان کی شکل مردوں جیسی ہے۔ غصہ بھی زیادہ آنے لگا ہے اور بعض اوقات رونا بھی آتا ہے۔

خوشبو بدبو بھی آجاتی ہے لیکن زیادہ تر خوشبو آتی ہے۔ طبعیت میں اُتار چڑھاؤ آتا ہے اُداسی کا عنصر زیادہ رہتا ہے اور خوشی کم ہوتی ہے۔

کراچی نفسیاتی ہسپتال میں وہ علاج کیلئے اپنے بھانجے کے ساتھ آئی تھیں۔ وہ اپنا حال بتاتے ہوئے اسے مخاطب کرتیں کہ ''ناصر ذرا بتانا کل جب میں گھر کے پچھلے والے کمرے میں سردیوں کیلئے بستر نکالنے لگی تو وہاں کیسی بھینی بھینی خوشبو آرہی تھی۔''

ناصر ان کی ہاں میں ہاں ملاتا رہا کہ کہیں انہیں کسی اختلاف پر غصہ نا آجائے اور جن کی بات تو وہ بہت ہی سنجیدہ اور رازداری سے کرتیں۔ وہ کہہ رہی تھیں کہ ابھی بھی دو جن میرے ساتھ یہاں مجھے لے کر آئے ہیں۔

گھر سے باہر نکلتے ہوئے انہیں خوشبو زیادہ آرہی تھی اور کبھی کبھار بدبو کا احساس ہوتا تھا۔

رفعت جہاں نے کہا کہ جن مجھ سے باتیں کرتا ہے، وہ کہتا ہے کہ میں لوگوں سے دور رہوں۔ لوگ مجھے ناپاک کردیں گے۔ لیکن دُنیا میں رہنا ہے تو لوگوں کا ساتھ تو ہو ہی جاتا ہے۔ ناپاکی کا احساس بھی ہوتا ہے تو نہالیتی ہوں۔

ان کے بھانجے ناصر نے بتایا کہ یہ بہت زیادہ نہاتی ہیں۔ باتھ روم بھی بار بار جاتی ہیں اور بار بار ہاتھ دھوتی ہیں۔ جب سے ان کی طبیعت خراب ہوئی ہے شک وشبہ بھی کرنے لگی ہیں کہتی ہیں رشتے داروں نے تعویز وغیرہ کروا کر مجھے بیمار کردیا ہے۔ سوتیلے بہن بھائیوں پر زیادہ شبہ ہے کہ وہ میرا بھلا نہیں چاہتے۔ جب سے طبیعت خراب ہوئی ہے رونا بھی بہت آتا ہے اور طبیعت میں غصہ بڑھ گیا ہے۔

رفعت جہاں نے خود ہی اپنی کیفیت بیان کرنے میں دلچسپی لی اور بتانے لگیں کہ نیند نہیں آتی۔ شک سا رہتا ہے پیٹ میں گولہ سا محسوس ہوتا ہے۔ لگتا ہے پتے میں رسولی ہے۔

مریضہ کے گھر والوں کو سمجھایا گیا کہ یہ بیماری قابل علاج ہے اور اگر انہون نے 8 سال قبل جیسے ہی یہ مرض شروع ہوا تھا علاج کروالیا ہوتا تو شاید آج یہ صورتحال نہ ہوتی۔ دراصل یہ لوگ اس مرض کو پہچان نہیں پائے اور علاج کے لئے ادھر ادھر بھٹکتے رہے۔

ایسے بہت سے مریض ہیں جو نفسیاتی مرض کا شکار ہوئے کسی سائیکاٹرسٹ کے پاس نہیں گئے پہلے عام ڈاکٹروں کے پاس اور پھر ٹھیک نہ ہونے کی صورت میں عاملوں کے گرد چکر کاٹتے رہتے ہیں یا پھر لوگوں کے مشورے پر ہومیوپیتھ کے پاس وقت ضائع کرتے ہیں۔ پھر جب مرض پُرانا ہوجاتا ہے تو صحیح علاج کی طرف آتے ہیں۔ ایسے میں بھی بیماری کا علاج تو کیا جاتا ہے لیکن مریض کو ٹھیک ہونے میں وقت کچھ زیادہ لگتا ہے۔ رفعت جہان کے گھر والوں نے علاج میں تعاون کیا۔ خود وہ بھی چاہتی تھیں کہ انہیں جن سے آزادی مل جائے انہوں نے خود بھی علاج کے دوران تعاون کیا۔ اوراُن کی طبعیت میں بہتری آتی گئی۔

ایک مرتبہ آئیں تو میں نے پوچھا کہ آج بھی جن آپ کو یہاں لے کر آیا ہے؟ تب مسکرانے لگیں اور کہا کہ ”نہیں، اب جن نہیں آتا۔“

☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆.....☆